آپ کو سراج منیر یعنی روشن چراغ فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چراغ سے جسقدر دوری ہوتی جائے گی انسان اتنا ہی اندھیرے میں پاتا جائے گا۔ پس جسقدر جسے حدیثِ نبوی سے دوری ہوگی اسی قدر اس کے دل میں ظلمت اور اندھیرا بڑھتا جائے گا۔ چراغ کی اصلی روشنی وہی ہوتی ہے جو اس کے اردگرد ہو جوں جوں آپ دور بڑھتے جائیں گے روشنی کم ہوتی جائے گی اسی بات کی طرف اشارہ اس حدیث میں ہے جس میں حضورؐ کا فرمان ہے کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے اس کے بعد اس کے بعد والا اس سے کم اس کے بعد والا۔

نورِ اسلام کی درخشندہ کرنوں کا اول منظر تو وہ ہے جو صحابہ کرام میں تھا ان کی جاں بازیوں کے نظارے ان کی شیر دلی کے نمونے ان کی بے جگری کی داستانیں ان کے نورِ ایمانی کے واقعات سے انکار کرنا اپنے نفس کو دھوکہ دینا ہے۔ مختصر لفظوں میں ہم اتنا کہہ دینا کافی جانتے ہیں کہ جس طرح تمام نبیوں میں افضل ترین نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے ٹھیک اسی طرح تمام نبیوں کے صحابہ میں سب سے بہتر ساتھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے۔ اس ماہتاب نبوت کے اردگرد جھرمٹ مار کر بیٹھنے کے لائق یہی پاک نفس روشن ستارے تھے رضی اللہ عنہم۔

نورانیت کی یہی تاب اور صبغۃ اللہ کا یہی رنگ صحابہ کی وراثت میں تابعین کو بھی ملا۔ اور وافر ملا۔ یہ بھی جان مال عزت آبرو زن و فرزند کو لیکر اسلامی قربان گاہ میں حاضر ہوگئے اور سب چیزیں بہ شوق پیش کرنے لگے۔

سرِدست میں آپ کو ایک واقعہ سنانا چاہتا ہوں جس سے معلوم ہو سکے کہ اُس زمانے کے مسلمانوں میں کونسی قوت کام کر رہی تھی؟ کونسی سپرٹ ان میں تھی؟ کیا جذبہ تھا؟ ایمانی طاقت کسقدر تھی؟ غیرت و حمیتِ اسلامی کا پاور کتنا تھا؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ ایران کی طرف (جہاں کے سرکش بادشاہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک چاک کر دیا تھا اور آپ کو دھمکی دی تھی) مسلمانوں کے لشکر محرم ۱۴ھ میں بڑھ رہے ہیں شاہ ایران یزدگرد کی طرف سے مشہورِ زمان سپہ سالار رستم پہلوان اپنے جلو میں ساٹھ ہزار ایرانی بہادروں کی جمعیت لئے پورے ساز و سامان سے مع ہاتھیوں کے لشکر کے قادسیہ پہنچا ہوا ہے ان کے مقابلہ میں مٹھی بھر مسلمان حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی امارت میں توکلاً علی اللہ آئے ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک شوقِ شہادت میں بیتاب نظر آرہا ہے ایک دوسرے پر سبقت کرنا چاہتا ہے۔ قاریانِ کرام فضائل جہاد کی آیات واحادیث تلاوت کر رہے ہیں ان کے اثر سے ہر مسلمان متوالہ نظر آرہا ہے۔ دونوں فوجیں مل جاتی ہیں اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو جاتی ہیں۔ نیزے تیر اور تلواریں چپ چاپ اپنا کام کر رہی ہیں۔ سارا میدان گرم خون کا ایک بہتا ہوا دریا نظر آنے لگتا ہے جس میں بن سرے دھڑ اور بے دھڑے سر نیر رہے ہیں۔ لیکن دشمنانِ خدا کی طرف سے جب ہاتھیوں کا ریلا آتا ہے تو عرب کے اونٹ اور گھوڑے ڈر کر بدک کر بھاگتے ہیں جس سے مسلمانوں کا کافی نقصان ہو جاتا ہے اور ہزاروں کوششیں کرنے پر بھی صفیں ترتیب وار ٹھہر نہیں سکتیں۔

عین اسی وقت ایک مسلمان جن کا نام ابو المحجن ہے جو مشہور بہادر ہیں اور شاعر بھی ہیں کسی جرم کی بنا پر مسلمانوں میں قید ہیں۔ پاؤں میں بھاری بیڑیاں پہنے ہوئے ہیں اور تنہائی کی قید میں پڑے ہوئے ہیں میدان جنگ ان کی نگاہوں کے سامنے ہے اپنے مسلم بھائیوں کا جامِ شہادت پینا اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں کفار کا چڑھ چڑھ کر آنا اور پوری طاقت سے حملے پر حملہ کرنا خود دیکھ رہے ہیں اور اپنی بے بسی اور بے کسی پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں آخر کب تک؟ صبر نہیں ہو سکتا ڈاڑھیں مار مار کر بلک بلک کر رونے لگتے ہیں خود شاعر تھے اپنے دلی خیالات کا اظہار اپنی دردبھری آواز میں اس طرح کرتے ہیں ؎ کَفٰی حُزْنًا اَنْ تَطْرُدَ الْخَیْلُ بِالْقَنَا + وَاُتْرَكَ مَشْدُوْدًا عَلَیَّ وَثَاقِیَا۔

اس سے بڑھکر رنج و افسوس کا مقام کیا ہوگا؟ کہ لشکرِ اسلام جانبازیاں کرے اور میں قید و بند میں بے کس و بے بس پڑا رہوں؟ میرے پاؤں بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل جل نہیں سکتے۔ سنگین دروازوں کے آہنی قفل مجھے میدان جہاد سے روکے ہوئے ہیں۔

ان کی دردبھری آہیں اور ان کی گریہ وزاری کا ماتم اور ان کی کمزور آواز سردارِ لشکر حضرت سعدؓ کی صاحبزادی صاحبہ حضرت حفصہ کے کان میں برابر پڑ رہی ہے صبر نہیں ہو سکتا ابو محجن کی بیتابانہ آہیں اور دردِ دل کی فریاد انھیں بے چین کر دیتی ہے آکر دریافت فرماتی ہیں کہ اے مجاہدِ ملت کیا تکلیف ہے کہ اس طرح ڈاڑھیں مار مار کر روتے ہو اور اپنی جان کھوتے ہو؟ جواب دیتے ہیں کہ بہن تکلیف کی وجہ سے مرد رویا نہیں کرتے۔ مجھے تو رونا اس کا ہے کہ مسلمان راہِ خدا میں کام کر رہے ہیں اور میں عورتوں کی طرح ان سے الگ ہوں وہ جامِ شہادت پیتے ہیں اور میں خونِ دل پی رہا ہوں وہ جہاد میں مشغول ہیں اور میں قید خانے میں پڑا ہوں۔ . . . . آپ کی بڑی مہربانی ہوگی زبردست احسان ہوگا اگر میری بیڑیاں کھول دیں میں خدا کو بیچ میں رکھ کر حلفیہ وعدہ کرتا ہوں مسلمانی اقرار کرتا ہوں کہ جاکر راہِ خدا کا کام کرونگا اگر مارڈالا گیا تو پھر قید کی ضرورت ہی نہ رہی اگر زندہ بچا تو لشکرِ اسلام واپس آئے اس سے پہلے خود ہی یہاں آجاؤں گا۔ اور اپنے ہاتھ سے یہی بیڑیاں اپنے پاؤں میں ڈال لونگا۔ خدارا میرے دردِ دل کی دوا کیجئے اللہ آپ کو اجر دے گا میری بیڑیاں کاٹ دیجئے اور قفل کھول دیجئے کبھی غداری نہ کروں گا۔ اے سالارِ فوج کی شاہزادی ایک مسلمان کو اس کرب و بے چینی سے اس درد و تکلیف سے نجات دیجئے قسم بخدا شام کو یہیں موجود ہو جاؤں گا پھر قید کر دیجئے گا شاہزادی صاحبہ کو رحم آجاتا ہے وہ بیڑیاں کھول دیتی ہیں قفل توڑ دیتی ہیں اور انھیں آزاد کر دیتی ہیں یہ مسلم بہادر سچی سپرٹ سے مجاہدانہ جذبے سے والہانہ انداز سے بہادرانہ طریق سے باہر آتے ہیں۔

امام المسلمین حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگلے دن دشمنانِ اسلام کے تیر کا کاری زخم لگ چکا ہے خون زیادہ

بہ جلنے کی وجہ سے آج سواری پر سوار ہونے کے قابل نہ تھے اسلئے آج لشکر کی کمان حضرت خالد بن عرفطہ کے ہاتھ میں تھی اور امام صاحب ایک اونچے ٹیلے پر لیٹے ہوئے مجاہدین اسلام کو حکم احکام دے رہے تھے اور گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ شیرِ اسلام حضرت ابو محجن اس قید و بند سے چھوٹتے ہی حضرت سعد کے ننگی پیٹھ والے گھوڑے پر جو آج خالی تھا کود کر سوار ہو جاتے ہیں اور ہاتھ میں ایک نیزہ لئے ہوئے بجلی کی طرح کفار پر جا پڑتے ہیں ان کے بہادرانہ حملے ان کی صفیں توڑ دیتے ہیں اور یہ نیزے کے ہاتھ نکالتے ہوئے دائیں بائیں آگے پیچھے لاشوں کے ڈھیر لگاتے ہوئے اندر گھسے چلے جاتے ہیں میمنہ سے میسرہ تک اور پھر میسرہ سے میمنہ تک کے چکر کاٹتے ہوئے قلب لشکر میں گھستے ہیں بڑے بڑے بہادران کے نیزے کی تاب نہیں لا سکتے جو سامنے آتا ہے پھر سے دکھائی نہیں دیتا۔ لشکر کفار چو طرف سے سمٹ کر انھیں گھیرنا چاہتے ہیں لیکن یہ نیزے سے ان کے جگر چھیدتے ہوئے کاوے کاٹ کر اس طرح میدان میں نکل کھڑے ہوتے ہیں کہ کفار دیکھنے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں ایک تہلکہ مچ جاتا ہے ان کے ایک ایک حملے پر مسلمانوں کی صدائے اللہ اکبر آسمان کی خبر لاتی ہے ایک ایک ستونِ کفر کے زمین پر گرتے ہی مسلمان نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں یہ باحوصلہ مسلم یہ شجاع و بہادر مجاہد اسلامی نور کی کرن یہ شیر اسلام برابر بہادری اور سپہگری اور جوشِ اسلامی میں آگے بڑھتا جاتا ہے اور لشکرِ اسلام ان کے قدم بقدم دشمنوں کو واصلِ جہنم کرتا بڑھتا جا رہا ہے۔

ہر ایک مسلمان بے خود ہے حیران ہے کہ الٰہی یہ کون ہیں یہ معاملہ کیا ہے یہ بے نظیر شجاعت یہ بے مثل بہادری کسی انسان میں کیسے آسکتی ہے؟ آخر ان کی متفقہ آواز نکلتی ہے کہ نہیں نہیں یہ انسان نہیں یہ فرشتہ ہے اور چوتھے آسمان کا فرشتہ ہے جسے خدا نے اس موقعہ پر ہم ضعیف موحدوں کی مدد کے لئے بھیجا ہے حملے کا انداز لڑائی کا رنگ جوش کا عالم یہ تھا کہ ہر شخص نے اس آواز پر سرِ تسلیم خم کر دیا کہ واقعی انسانی طاقت سے بالاتر کام ہو رہا ہے۔

حضرت سعدؓ موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے دل بڑھاتے ہیں کہ ہاں بہادرو! جنت کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہوئے ہیں حوران بہشتی تمہارے استقبال کے لئے آئی ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ کی نگاہیں تم پر ہیں تمہاری مدد کے لئے آسمانی دروازے کھل گئے ہیں بڑھو اور خدا کی راہ میں اپنا مال اور اپنی جان لٹا دو۔ مسلمانو مجاہدو یہ مال یہ جان تمہارا نہیں تم اسے خدا کے ہاتھ بیچ چکے ہو اور اس کے اس حقیر چیز کے بدلے تم اس سے جنت خرید چکے ہو بڑھو مال و جان خدا کے حوالے کرو اور جنت الفردوس لے لو، مسلمانو اتنا سستا سودا اور پھر تمہیں اس میں بھی پس و پیش؟ مسلمانو! جنت الفردوس تمہاری تلواروں کے سایے تلے ہے تمہارا رزق تمہارے نیزوں پر ہے دیکھو خدائی جھنڈا دیکھو محمدی نشان گرنے نہ پائے۔ مسلمانو! مسلمانو! پیچھے نہ ہٹنا جب تک دشمنوں کی زبان سے کلمہ توحید و شہادت نہ سن لو، ہاں بہادرو! بڑھتے چلو، ایران کے آتشکدوں کو بجھا دو توحید کی گرج سب کو سنا دو چلو چلو شاہ ایران کے محل میں اذان دے کر باجماعت نماز ادا کرو۔ اب کیا کہنا تھا مسلمانوں کے

جوش کا یہ عالم تھا کہ کوہ ہمالیہ بھی سامنے ہوتا تو ریزہ ریزہ کر دیتے کفار کے چھکے چھوٹ گئے ہمت ٹوٹ گئی ہزیمت اٹھا کر دم
بپا ہوئے دس ہزار مقتول و مجروح میدانِ جنگ میں چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کی۔

ادھر ان کی بھاگڑ شروع ہوئی ادھر شیرِ اسلام مجاہد ملت حضرت ابو محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی پشت کی طرف
چکر کاٹتے ہوئے خفیہ راستوں سے گذرتے ہوئے واپس جیلخانے پہنچ گئے اپنی محسنہ امیر لشکر کی صاحبزادی صاحبہ کو آواز د
کہ اے میری محسنہ مکرمہ تشریف لائیے اور اسلام کے اس مجرم کو اسی طرح قید کر دیجئے جس طرح گھڑی پہلے تھا۔ الحمدللہ
نے جہاد میں شمولیت کر لی الحمدللہ میں اپنے وعدے کو پورا کر چکا۔ شاہزادی صاحبہ آتی ہیں اور پھر اسی طرح بیڑیاں پاؤں میں
ڈال کر قید خانے کی کوٹھری کو بھاری قفل لگا کر چلی جاتی ہیں۔ کچھ دیر بعد لشکرِ اسلام بھی واپس لوٹتا ہے اور ہر ایک کی زبان پر
چرچا ہے کہ آخر وہ کون تھے کہاں سے آئے کہاں گئے؟ شکستِ کفار کے بعد کسی نے ان کی شکل نہیں دیکھی امام صاحب ف
ہیں کہ گھوڑے کے کاوے تو میرے گھوڑے بلقا جیسے تھے اور حملے کے پینترے ابو محجن جیسے تھے لیکن میرا گھوڑا تو اصطبل میں
اور اب بھی ہے ابو محجن قید میں تھے اور اب بھی ہیں سب کی آواز نکلتی ہے کہ امام صاحب یہ تو کوئی فرشتہ تھا جو ہماری
کے لئے آسمان سے خدا کا بھیجا ہوا آیا تھا۔

قریب تھا کہ اسی پر فیصلہ ہو جائے تو شاہزادی صاحبہ خیمے میں سے اپنے والد صاحب امیر لشکر سے عرض کرتی ہے
کہ ابّا جان اگر مجھے معاف فرمایا جائے تو میں حقیقتِ حال عرض کر دوں آپ معافی دیکر دریافت فرماتے ہیں تو وہ عرض ک
ہیں کہ لڑائی شروع ہوتے ہی ابو محجن نے گریہ وزاری آہ و بیقراری شروع کر دی مجھے رحم آ گیا یہ وعدہ لیکر کہ لڑائی خا
کے وقت وہ واپس آن کر پھر قید ہو جائیں گے میں نے انھیں رہا کر دیا تھا یہ کارنامہ انہی کا تھا۔ آج کی فتح کا سہرا انہی کے
یہ سنکر حضرت سعد نے انھیں دعائے خیر دی اور بے ساختہ زبان سے نکلا کہ ایسا شیر اسلام ہرگز اس لائق نہیں کہ پنجرے
میں بند رکھا جائے۔ اسی وقت اپنے ہاتھ سے بیڑیاں توڑیں اور بعزت و اکرام دربار میں اپنے برابر بٹھایا اور معذرت
اور کہا کہ آج کی جاں فروشی نے آپ کی خطائیں یقیناً معاف کر دیں آپ پر آج کوئی سرزنش نہیں آپ آزاد ہیں واللہ اگر
دوبارہ بھی آپ سے کوئی قصور ہو جائے تو میں کچھ بھی نہ کہوں گا کوئی سزا نہ دونگا۔ حضرت ابو محجن کی آنکھوں میں آنسو بھر آ
اور فرمایا امام صاحب میں خدا سے توبہ کرتا ہوں آج تک مجھے بھی دھوکہ لگتا رہا کہ قصور کروں گا سزا مل جائے گی پاک ہو جاؤ
لیکن جبکہ آج آپ میری سزا سے دست برداری کرتے ہیں تو خدا کی قسم میں بھی اپنے گناہ سے دست بردار ہوں پوری زندگ
میں پھر سے کوئی اسلامی گناہ نہ کروں گا۔ اے مسلمانو میری استقامت کی آپ بھی خدائے تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

مسلمانو! آپ نے اسلامی سیرت کی مثال دیکھی؟ آپ نے جذبۂ اسلام ملاحظہ فرمایا؟ آپ نے سراج منیر کے ...رکا پرتو دیکھا؟ آپ نے اسلامی سورج کی ایک کرن کی روشنی اپنی آنکھوں دیکھی؟ آہ! آج ان مسلمانوں کو کہاں ڈھونڈھیں ...دا کی قسم ان کے اسلام کے حصے کرکے آج ہم ستر کروڑ مسلمانوں میں تقسیم ہوجائیں تو بھی ہمیں اسلام کی چاشنی کا ذائقہ ...علوم ہوجائے۔ آج ہم میں یہ مجاہدانہ جوش کہاں رہا؟ آج ہم میں یہ ہمدردی کا جذبہ کہاں رہا؟ آج راہ خدا کا یہ شوق ہم میں ...ب ہے؟ ہم تو نمازوں سے جی چرانے لگے۔ حج وزکوٰۃ سے منہ پھیر گئے عبادتِ خدا میں شرک کرنے لگے۔ اطاعتِ رسول میں ...وسروں کی تابعداری کو جگہ دیدی۔ مسلمانو پکے مسلمان بن جاؤ محمد کے سچے تابع رسول بن جاؤ۔ اللہ کی عبادت کرو دوسرے ...ی عبادت چھوڑ دو، اللہ کے رسول کی اطاعت کرو، دوسروں کی اطاعت سے منہ پھیر لو۔ اپنے دل میں اسلامی جوش رکھو ...گانگت اور محبت پیدا کرو، ہر موحد متبع سنت کی خیر خواہی کرتے رہو۔ مل جل کر رہو اللہ ہمیں توحید و سنت نصیب فرمائے ...للہ ہمیں اخلاص و محبت دے اللہ ہمیں ایثار و اخوت دے اللہ ہمیں اتفاق و اتحاد نصیب فرمائے آمین والسلام علیٰ عباد اللہ الصالحین

ہندوستان کا دور الحاد

(از مولوی ابو شحمہ خانصاحب بستوی متعلم جماعت ہشتم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ارباب نظر خوب جانتے ہیں کہ مسلمانان ہند افلاس ونکبت غلامی وجہالت کی آخری سرحدوں پر پہنچکر ابتلا ومحن کے ...ن دوروں سے گذر رہے ہیں آج میں اپنی حسرت وافسوس کے قلم سے اس فتنۂ عظیم کے وقائع نگاری کا فرض انجام ...دونگا۔ جس کی طرف قوم کو متوجہ کرنا اپنا اہم دینی فریضہ سمجھتا ہوں، ہندوستان میں ایک ایسے الحاد کا فتنہ برپا ہونے والا ہے ...اگر میری صاف گوئی ناگوار خاطر نہ ہو) تو میں علی الاعلان کہے دیتا ہوں کہ یہ فتنہ خود مسلمانوں کے گھروں میں نشو ونما پا رہا ہے جسکا ثمرہ ...عالم اسلامی کے لئے بلحاظ اپنے اثرات ونتائج کے ۱۸۵۷ء وجنگ عظیم کے فتنوں سے کہیں زیادہ شدید وخطرناک ہوگا۔ اس ...خطرناک فتنہ کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلامی تہذیب وشعائر اسلامی الحاد کے سیلاب کے رو میں پڑکر خس وخاشاک کی طرح ...بہتے ہوئے کفر وشرک کے عمیق اور اتھاہ سمندروں میں ڈوب جائیں گے۔ اب اس کے بعد نعوذ باللہ مسلمانوں کے مستقبل کا ...منظر کتنا تاریک اور کریہہ ہوگا۔ اس کی ہولناکی کا اندازہ تو وہی لوگ کرسکتے ہیں جو زمانہ شناس اور انقلاب زمانہ کے نشیب وفراز کو دیکھ ...چکے ہیں، سوال ان لوگوں سے نہیں جن کی انسانیت پر صفات بہیمی غالب آچکی ہیں۔ اور نہ ان بد دماغ امراء سے جن کی زندگی ...کی بنیاد عیش کوشی اور تملق اعداء اسلام پر ہے اسلامی اخلاق اور اسلامی تہذیب وتمدن کی حفاظت کی ذمہ داری ان لوگوں ...پر عائد ہوتی ہے جن کی انسانیت کا معیار بہت اعلیٰ اور ارفع ہے ان کی قدر وقیمت یہی لوگ سمجھتے ہیں کیونکہ ایسی ہستیاں